

زکوٰۃ

ایمان کی کسوٹی اور اخلاص و صداقت کی نشانی

زکوٰۃ کی اہمیت:

قرآن پاک میں بارہا نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اقیمو الصلوۃ واتوا الزکوٰۃ سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار فرمایا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: (بنی الإسلام علی خمس: شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله، و اقام الصلوۃ، و ايتاء الزکوۃ و صوم رمضان، و حج البيت لمن استطاع اليه سبيلا) (متفق علیہ) ترجمہ: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، کلمہ طیبہ کا اقرار، نمازوں کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

قرآن پاک اس کی تعلیم دیتا ہے کہ شرک سے بچتے ہوئے نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اسلامی برادری میں شرکت کی نشانی اور مسلمانوں کی سب سے بڑی پہچان ہے، چنانچہ لڑنے والے مشرکین کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿فان تابوا و اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبيلهم ان الله غفور رحيم﴾ (توبہ: ۵) ترجمہ: ”اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز اور زکوٰۃ کو پابندی سے ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، اب وہ تمہارے بھائی ہوئے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔“

﴿واتوا الزکوۃ فاخو انکم فی الدین.....﴾ ترجمہ: ”اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں....“ (توبہ: ۱۱) معلوم ہوا کہ زکوٰۃ عبادت ہے جس کی ادائیگی کے بغیر نہ کوئی مسلمان بن سکتا ہے اور نہ اس عظیم تر اسلامی برادری میں شامل ہو سکتا ہے۔ جہاں ہر چھوٹے بڑے کو یہ حقوق حاصل ہوتے ہیں جو دوسروں کو حاصل ہوتے ہیں، جہاں خود ان سے بھی انہیں تمام حقوق کا مطالبہ کیا جاتا ہے جس کا مطالبہ اوروں

سے کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک نے نماز اور زکوٰۃ کا اسی لئے بارہا یکجا ذکر کیا ہے کہ دونوں کا باہمی تعلق نمایاں ہو اور ہر کوئی یہ جان لے کہ اسلام کی تکمیل دونوں کی یکجا ادائیگی میں مضمحل ہے۔ چنانچہ جس طرح نماز دین کا ستون ہے، اس کی پابندی کرنے والا دین کی بنیادیں استوار کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والا دین کو ڈھانے والا متصور ہوتا ہے، بالکل اسی طرح یہ بھی بتا دینا مقصود ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے جو جہنم کے دونوں سروں پر بچھا ہوا ہے جو اس پر سے صحیح سالم گزرادہ ہلاکت سے محفوظ ہوگا لیکن جو غلط راستہ اپنائے گا جہنم اسے نگل لے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: ”تمہیں نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم ہے، لہذا ان کی پابندی کرو، اس لئے کہ جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز نہ ہوگی۔“ (تفسیر طبری ص ۱۵۳)

حضرت جابرؓ حضرت زیدؓ سے نقل کرتے تھے کہ نماز اور زکوٰۃ یکساں فرض ہے، ارشاد ہے: ﴿فان تابوا و اقاموا الصلوة واتوا الزکوۃ فاحوا انکم فی الدین﴾ (توبہ: ۱۱) ترجمہ: ”اگر انہوں نے توبہ کی، نمازوں کی پابندی کی، اور زکوٰۃ ادا کی تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بغیر محض نمازیں ادا کرنے کو باری تعالیٰ بھی قبول نہیں کرتا، نیز کہتے تھے ابو بکرؓ پر خدا رحم کرے وہ دین کے اسرار سے کس درجہ واقف تھے، جب کہ انہوں نے کہا تھا: واللہ لا فائدہ من فرق بین الصلوة والزکوۃ جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا۔

قرآن کریم کی نظر میں زکوٰۃ دینا مسلمانوں کی امتیازی شان اور حق پرستوں اور نیکوکاروں کا خاص شعار ہے، جبکہ زکوٰۃ نہ دینا مشرکوں اور منافقوں کا شیوہ ہے۔ زکوٰۃ ایمان کی کسوٹی اور اخلاق و صداقت کی نشانی ہے، چنانچہ صحیح روایت میں ہے کہ: ”صدقہ روشن دلیل ہے“ کفر اور اسلام، نفاق اور ایمان اور بدکاری اور پرہیزگاری کے درمیان فیصلہ کن چیز ہے، زکوٰۃ نہ دینے والا اسلام سے خارج اور کامیابی اور رجت الفردوس کی ضمانت سے محروم ہوتا ہے۔ ﴿قد الفح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم خشعون والذین ہم عن اللغو معرضون، والذین ہم للزکوۃ فعلون﴾ (مؤمنون: ۴) ترجمہ: ”مومن کامیاب ہوئے، جو ڈر اور خوف کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، لایعنی اور عکمی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔“

﴿ہدی و بشری للمؤمنین الذین یقیمون الصلوة ویؤتؤن الزکوۃ﴾

(نمل: ۳-۲) ترجمہ: ”ایمان والوں کیلئے موجب ہدایت و خوشخبری ہے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔“

زکوٰۃ نہ دینے والا کتاب اللہ کی ہدایت سے دور اور نیکو کاروں کے زمرے سے خارج ہو جاتا ہے: ﴿هُدًى وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِينَ الَّذِينَ يَمِيزُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ يَوْمُنُونَ﴾ (لقمان: ۳-۴) ترجمہ: ”نیک کام کرنے والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں، جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“

زکوٰۃ دیئے بغیر آدمی کا شمار متقی پرہیزگار اور پاکباز بندوں میں نہیں ہوتا۔ ﴿لَيْسَ الْبِرَّانَ تَوَلَّوْا وَجْهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ﴾ (بقرہ: ۱۷۷) یہ کوئی کمال نہیں کہ تم مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف، بلکہ کمال یہ ہے کہ خدا اور آخرت کے دن پر کامل ایمان رکھے، نبیوں، فرشتوں اور جملہ آسمانی کتابوں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت میں اپنی دولت کو رشتہ داروں، غریبوں اور تہی دست مسافروں پر خرچ کرے، اسی طرح نمازوں کی پابندی کرے، زکوٰۃ دے (اور خوب سمجھ لے کہ بس انہیں کاموں سے خدا کے یہاں اس کی عزت ہوگی) اور وہ اس کے مخلص بندوں میں شامل ہوگا۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں اور مشرکوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَبِلِّ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ﴾ (فصلت: ۶-۷) ترجمہ: ”براہو مشرکوں کا، یہ نہ زکوٰۃ دیتے ہیں، نہ ہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“

زکوٰۃ میں لا پرواہی منافقوں کا شیوہ ہے۔ ﴿يَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ﴾ (توبہ: ۶۷) اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ ﴿لَا يَنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ﴾ (توبہ: ۵۴) ترجمہ: ”خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے خرچ کرتے ہیں۔“

درحقیقت یہی لوگ رحمت خداوندی سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ فساکتھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ہم بایتنا یؤمنون ﴿(الأعراف: ۱۵۶) ترجمہ: ”یوں تو میری رحمت سب کیلئے عام ہے، لیکن اس کے خصوصی حقدار وہ لوگ ہیں

جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر کامل یقین رکھتے ہیں۔“

زکوٰۃ میں لا پرواہی کرنے والوں کو خدا، اس کے رسول اور اللہ کے نیک بندے دوست نہیں رکھتے:

﴿انما وليكم الله ورسوله والذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راعون﴾ (مائدہ: ۵۵) تمہارے دوست اللہ، اس کے رسول اور ایمان لانے والے، جو نماز اور زکوٰۃ کی اس طرح پابندی کرتے ہیں کہ ان کے دل خوف خدا سے معمور ہوتے ہیں، اور بس اللہ کیلئے رکوع کرتے ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے والے غیبی امداد سے بھی محروم ہوتے ہیں، اس لئے کہ: ﴿ولينصرن الله من ينصره ان الله لقوى عزيز، الذين ان مكنتهم في الارض اقاموا الصلوة واتوا الزكوة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر ولله عاقبة الامور﴾ (حج: ۴۰-۴۱) ترجمہ: ”خدا کی تائید اور غیبی امداد نہیں حاصل ہوتی ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حکومت اور مرتبہ پانے کے باوجود نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، دوسروں کو اچھے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔“

زکوٰۃ نہ دینے پر عذاب:

قرآن پاک جہاں زکوٰۃ دینے والوں کیلئے خیر و برکت اور اجر و ثواب کا وعدہ کرتا ہے، وہیں غریبوں کی حق تلفی کرنے اور اپنی تجوریاں بھرنے والوں کیلئے ہولناک اور سخت ترین وعیدوں کا اعلان بھی کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ﴿والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم، يوم يحسبي عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون﴾ (توبہ: ۳۴-۳۵) ترجمہ: ”اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر دیجئے، اس روز سونے اور چاندی کو آگ سے تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانی، پہلو اور پشتوں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی سونا اور چاندی ہے جسے تم اپنے لئے جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے، اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا۔“

اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے بڑی وعید سنائی ہے اور دنیا میں برے انجام او ر آخرت میں برے حشر سے خبردار کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ”جس

کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہ نکالی، اس کا مال قیامت کے دن ایک سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کی دوزبائیں ہوں گی، وہ اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا، پھر یہ سانپ اس آدمی کو اپنے جبرؤں میں جکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔“

دنیا کی سزاؤں کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: ”جو قوم زکوٰۃ دینے سے کتراتا ہے خدا اسے قحط سالی اور بھوک و افلاس میں گرفتار کر دیتا ہے۔“ (طبرانی) دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ”جب بھی لوگ زکوٰۃ سے غفلت کریں گے، بارانِ رحمت سے خدا انہیں محروم کر دے گا اور اگر یہ بے زبان چوپائے اور مویشی ان کے پاس نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی ان پر نہ گرتا“ (ابن ماجہ) ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ”صدقہ اور زکوٰۃ کا روپیہ جس مال سے خلط ملط ہو جاتا ہے وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے۔“ (بیہقی)

زکوٰۃ عقل کی روشنی میں

اب تک پیش کی گئی صراحتوں سے زکوٰۃ کی فرضیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریضہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں نہایت اہم اور ممتاز مقام رکھتا ہے، جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے اور نسل در نسل تمام مسلمان اس کی افادیت، اس کی فرضیت پر متفق ہیں۔

کتاب و سنت اور اجماع امت کی طرح عقل و بصیرت بھی زکوٰۃ کی فرضیت کو من و عن تسلیم کرتی ہے، چنانچہ بدائع ج ۲ ص ۳ میں ہے:

(۱) زکوٰۃ دینے کی وجہ سے سب سے پہلے دینے والے کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے گناہوں کی آلودگی سے بچ جاتا ہے۔ اس لئے کہ نفس اور لالچ کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے اور لالچ بدترین خصلت ہے، چنانچہ لالچی اور حریص کا دل مرتے مرتے مال میں اٹکا ہوتا ہے اور بالآخر دنیا و آخرت کی رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے، لیکن اس کے بالمقابل اگر کوئی زکوٰۃ نکالنے کا عادی بن جائے تو اس کا نفس لالچ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے اندر خدا اور بندوں سے تعلق، ان کے حقوق کی ادائیگی اور اونچے اخلاق اور پرہیزگاری جیسی بے بہا خصلتیں پیدا ہوتی ہیں، نیز ارشاد ہے: خذ من اموالہم صدقۃ.....

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے غریبوں، یتیموں، کمزوروں اور ناداروں کی اعانت ہوتی ہے، ناتواں کو توانائی اور بے آسوں کو آس ہوتی ہے اور خدا کی بندگی اور اپنی زندگی کی اصلاح و درستی کی

طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، پھر چونکہ دوسروں کی اصلاح بھی اہم فریضہ ہے اور اس فریضہ کی تکمیل اور تکمیل زکوٰۃ کے ذریعہ ہوتی ہے، اس لئے زکوٰۃ خود ایک ایک اہم فرض بن جاتی ہے۔

(۳) تیسری دلیل یہ ہے کہ دولت اور ثروت خداوند کریم کی زبردست نعمت ہے اور عقل کا تقاضہ ہے کہ نعمت کی قدر کی جائے، پس پھر اس کا شکریہ ادا کیا جائے اور شکریہ ادا کرنے کی سب سے بہتر شکل یہ ہوتی ہے کہ اپنی ضرورت سے جس قدر زائد ہو، اس کو ایسوں پر خرچ کیا جائے، جو بڑی حد تک اس نعمت سے محروم ہیں، یہ اور اس قسم کی متعدد دلیلوں اور وجوہات کا اثر ہے کہ علماء یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مکر کا فر اور دائرۃ اسلام سے اس طرح خارج ہو جاتا ہے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ”زکوٰۃ سے انکار کا سبب اگر جہالت ہو اور انکار کرنے والا جاہل تسلیم کئے جانے کے لائق ہو، مثلاً وہ نو مسلم یا ان پڑھ دیہاتی ہو تو ایسے شخص کو فوراً کافر نہ کہا جائے گا بلکہ مناسب طریقے سے اس کی فہمائش کی جائے گی، لیکن اگر یہ دینی ماحول میں پلا بڑھا ہو تب بھی اسے تین مرتبہ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے توبہ کیلئے موقع دیا جائے گا ورنہ آخر تک انکار کرنے کی صورت میں قتل کر دیا جائے گا۔“ (المغنی ج ۲ ص ۵۷۳)

زکوٰۃ ایک مطالبہ

جیسا کہ عرض کیا گیا اسلامی نقطہ نظر سے مالداروں کے مال میں غریبوں کا حق ہے، اسی حق کا نام زکوٰۃ ہے، یہ حق اور اسکی مقدار نامعلوم اور مبہم نہیں، بلکہ لینے والے اور دینے والے ہر دو فریق اسے بخوبی جانتے ہیں اور خود باری تعالیٰ نے اس کو حق قرار دیا ہے اور اس کی مقدار متعین فرمائی ہے، چنانچہ اپنے نیکو کار بندوں کے بارے میں اس کا ارشاد ہے: ﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ (ذاریات: ۱۹) ترجمہ: ”اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہے۔“

اس کے کچھ بندے وہ ہوں گے جو اس کی جانب سے جنت میں اکرام کے مستحق ہوں گے، ان کے بارے میں ارشاد ہے: ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ (معارج: ۲۴-۲۵) ترجمہ: ”اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے، مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا۔“

اسی اہمیت کا نتیجہ ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک زکوٰۃ کا حق مال کے اندر متعین ہو جاتا ہے اور اگر مالدار زکوٰۃ ادا نہ کرے اور سال گزر جائے تو بقدر زکوٰۃ مال جو دراصل فقیر کا حق تھا، اس شخص کے سرمائے میں شامل مانا جائے گا، اور فقیر بطور حصہ دار اس کا شریک رہے گا، اب ایک مالک کل مال کا لین دین یا اس کا

سودا کرے گا تو یہ سود اس کا مال میں جاری نہ ہوگا، جو بقدر زکوٰۃ اس کے مال میں ضم ہے اور اگر فقیر مر جائے گا تو اس کے اہل و عیال اس مال کے وارث ہوں گے، اس لئے زکوٰۃ کی جس قدر مقدار اس کے مال میں مل چکی تھی، وہ دراصل فقیر کا حق تھا، وہ شخص اس کا مالک نہ ہوگا۔ اسلامی نقطہ نظر سے دولت، ملکیت اور اس کی حیثیت کا علم ہو جانے کے بعد زکوٰۃ کے حق ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ اس لئے کہ شرعی طور پر یہ امر مسلم ہے کہ وہ تمام اشیاء جسے انسان اپنی ملکیت سمجھتا ہے، ان سب کی نسبت صرف اسی کی طرف کرنی چاہئے جو ان کا خالق بھی ہے اور مالک حقیقی بھی، جبکہ انسان صرف ایک چیز کا ذمہ دار ہے اور یہ چیز منصب خلافت اور نیابت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَانْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ﴾ (حدید: ۷) ترجمہ: ”اور جس مال میں اس نے تم کو جانشین بنایا اس میں سے خرچ کرو۔“

یہ اور دوسری آیتیں کھلم کھلا اس بات کا اعلان کرتی ہیں کہ دولت کسی کی جاگیر نہیں بلکہ اس کے اصل مالک نے انسانوں کو اس کا امین و نگران ٹھہرایا ہے، اب یہ انسان کا فرض ہے کہ اس خالق و مالک کے احکام اور اس کے بتلائے ہوئے حقوق کی رعایت کرے اور انہیں ادا کرنے کی فکر کرے۔

زکوٰۃ ایک قرض:

زکوٰۃ کے سلسلے میں بیان کی گئی انہی خصوصیات اور افادیت کے پیش نظر شریعت کا یہ اہل فیصلہ ہے کہ زکوٰۃ ایک قرض ہے اور کوئی شخص بھی جب تک اپنے ذمہ کی زکوٰۃ ادا نہ کرے گا، نہ اسے چھٹکارا ملے گا نہ ہی زکوٰۃ اس سے ساقط ہوگی، خواہ اس طرح ایک طویل عرصہ نہ گزر جائے۔ چنانچہ علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں: ”جس نے ایک سال کی یا اس سے زیادہ کی زکوٰۃ نہ دی خواہ اس لئے کہ اسے ادائیگی کا صحیح علم یا طریقہ معلوم نہ تھا یا اس لئے کہ بیت المال کا کارندہ وصولی کیلئے اس تک نہ پہنچ سکا، یا وہ زکوٰۃ ہی دبا لیتا چاہتا تھا، اسی طرح زکوٰۃ خواہ نقد روپیوں کی تھی یا پیداوار یا مویشیوں کی، ہر حال میں اس شخص کو چاہئے کہ ہر چیز کا حساب لگا کر ان کی پائی پائی زکوٰۃ اپنی زندگی میں ادا کرے اور اس کے بعد کہیں دوسرے قرضوں کی فکر کرے، اس لئے کہ زکوٰۃ خود زبردست قرض کی حیثیت رکھتی ہے۔“ (محلی ج ۶ ص ۸۷)

دوسرے قرضوں کے مقابلے میں زکوٰۃ کے قرضے کو اس لئے بھی نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے کہ حکومتوں کا مقرر کردہ ٹیکس کسی قانونی مویشی یا لمبے عرصے تک عدم ادائیگی کے تحت ساقط الاعتبار ہو سکتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں زکوٰۃ کا قرضہ ان دو میں سے کسی ایک کے ذریعے بھی ختم نہیں کیا جاسکتا، بلکہ فرد کے

دین و ایمان اور اس کے عقیدے کی سلامتی کا زبردست پیمانہ اور نشان قرار پاتا ہے، اس لئے کہ زکوٰۃ خدا، بندگان خدا، خصوصاً فقیروں کا حق ہے۔

پھر امام مالکؒ و شافعیؒ اور متعدد ائمہ کا مسلک یہ بھی ہے کہ فرضیت زکوٰۃ کے بعد موت واقع ہونے کی صورت میں میت کے ترکے سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةِ يَوْصَىٰ بِهَا وَدِينٌ﴾ (نساء: ۱۲) ترجمہ: ”ترکہ کی تقسیم قرض کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد عمل میں لائی جائے گی۔“ (المغنی لابن قدامہ جلد ۲ ص ۶۸۳)

اور جیسا کہ ابن حزم کے حوالے سے بتایا گیا، زکوٰۃ بھی ایک قرض ہے جس کا مطالبہ کرنے والا باری تعالیٰ ہے، البتہ فقراء اور مساکین اس کی طرف سے زکوٰۃ کی رقیں وصول کرتے ہیں۔

علامہ ازہر علامہ ابن حزمؒ نے زکوٰۃ کے اسی امتیاز کے ثبوت میں صحیح مسلم کی یہ روایت پیش کی ہے کہ: ”رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے اور عرض کیا: ”اے خدا کے رسول! میری والدہ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ ان کے ذمہ ایک ماہ کے روزے باقی رہ گئے، کیا میں روزے کے اس قرض کو ادا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اگر تمہاری والدہ مفروض ہو تیں تو کیا تم ان کا قرض ادا نہ کرتے، انہوں نے عرض کیا ضرور کرتا، آپ نے فرمایا، پھر خدا کے قرض کی ادائیگی اس سے کہیں زیادہ مقدم ہے۔“ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ فرض ہو جانے کے بعد لیکن ادا کرنے سے پہلے موت واقع ہونے کی صورت میں ادائیگی ساقط نہ ہوگی بلکہ یہاں اتنا اضافہ کر لیجئے کہ خواہ یہ موت جنگ میں لڑکر شہید ہو جانے کی صورت میں کیوں نہ نصیب ہوئی ہو۔ اس لئے کہ مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ”قرض کے سوا شہید کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“ (مسلم)

اور یہ صحیح ہے کہ علامہ ابن تیمیہ اور دیگر علماء نے زکوٰۃ کو ان قرضوں میں شمار کیا ہے جو کبھی معاف نہ ہوں گے۔ (منار السبیل ج ۲ ص ۲۸۵) درحقیقت زکوٰۃ اسلام کا ایسا بنیادی رکن ہے جو طویل عرصہ گزرے یا موت واقع ہونے سے بھی ساقط نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے قرضوں کے مقابلے میں اسے انتہائی اہمیت اور امتیاز بھی حاصل ہے۔ چنانچہ ٹیکس کی وصولیابی کا موجودہ طریقہ اس معنی میں اسلام کی پیروی کرتا ہے کہ قرض خواہوں کی قطار لگ جانے کی صورت میں حکومت اپنا قرض پہلے وصول کرتی ہے اور ٹال مٹول کی صورت میں سخت کارروائی کرتی ہے۔